An Analytical Review of the Methods and Approaches of "Tafsir Jawahir al-Quran" Regarding Legal Matters

معاملات کے بارے میں تفسیرجواہر القرآن کےاسالیب ومناہج کا تحقیقی جائزہ

Wali zaman
Dr. Zeeshan
Mr. Maz Ullah

Abstract

Allama Ghulam Allah Khan was a renowned Islamic scholar known for his expertise in the interpretation of the Quran and religious sciences. He was also considered a leader among the Sufi saints, and his contributions to the fields of knowledge and religion are highly respected.His famous interpretation, "Tafsir Jawahir al-Quran," is one of the significant books known for its scholarly utility. "Tafsir Jawahir al-Quran" is a comprehensive interpretation that presents the profound meanings of the Quran. It is based on the narrations of the early righteous individuals (Salaf Saliheen) and the explanations of the Quran.The book demonstrates the depth and clarity of its interpretation based on both the authentic (Mastanad) and opinion-based (Rai) methods of interpretation. It sheds light on various aspects of the Quran in the context of the narrations of the early righteous individuals, proving its comprehensiveness and credibility.In "Tafsir Jawahir al-Quran," Allama Ghulam Allah Khan also addresses legal issues and their solutions. He presents the legal matters in a highly articulate manner, and his explanations include the statements and methodologies of theologians and jurists.Furthermore, Allama Ghulam Allah Khan not only explains the Quranic meanings in light of the narrations of the early righteous but also includes discussions on legal issues and their solutions. He elaborates on the legal matters in the best possible way, providing clarity to the scholars of theology and jurisprudence. "Tafsir Jawahir al-Quran" is a significant and valuable book that holds importance in religious education and training. It enhances the understanding of the Quran and contributes to the enrichment of knowledge. His research papers within this Tafsir are also beneficial for scholars and researchers.

Keyword-Analytical Review & Tafsir Jawahir al-Quran

تفسیر کا مفہوم

تفسیر کا اصل مادہ فسر یعنی (ف،س، ر) ہے -جسکا لغوی معنی ظاہر کرنا،کھول کر بیان کرنا، بے حجاب کرنا،طبیب کا قارورہ کو دیکھنے کا نام تفسیر ہے[1]-اظہراللغات کے مطابق تفسیر کا لغوی معنی ہے-" تفسیر لغت میں قرآن کی شرح کا نام ہے- اسکا جمع تفاسیر آتاہے- ثلاثی مجرد سے نَصَرَ اور ضَرَبَ کے ابواب سے آتاہے[2] ۔ تفسیر باب تفصیل سے مصدر ہے جسکا لازمی معنی واضح کرنا اور کھول کر بیان کرنے کے ہیں۔ قرآن پاک میں آیا ہے وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَل إلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا[3]

اصطلاحی تعریف:-

1-علامہ زرکشی کے مطابق علم تفسیر کی تعریف : "علم یعرف بہ فھم کتاب اللہ المنزل علی نبیہ محمدﷺ وبیان معانیہ واستخراج احکامہ وحکمہ ' '2'[4]-ابوحیان کے مطابق علم تفسیر کی تعریف": تفسیر ایک ایساء علم ہے جس میں الفاظ قرآن کے تلفظ ان کے مفہوم ومدلول ان کے احکام افرادی و تر کیبی اور ان معانی سے بحث کی جاتی ہے جنکے حالت ترکیب میں وہ حامل ہوتے ہیں[5]-

"3-علامہ محمد علی صابونی نے التبیان میں علم تفسیر کی تعریف کچھ یوں کی ہے- "علم یبحث فیہ عن القرآن الکریم من حیث الدلالتہ علی مراد اللہ بقدر الطاقتہِ البشریہ"[6]

اقسام تفسیر:-بنیادی طور پر علم تفسیر کے دو قسمیں ہیں-1- تفسیر بالما ثور -2- تفسیر با لرائے[7]

ڈاکٹر محمود احمد غازی نے محاضرات میں تفسیر کے اقسام اسی طر ح بیان کئے" ابتدائی زمانہ میں تفسیر کا رجحان صرف تفسیر ماثورہ تھا -[8] اس کے بعد تفسیر کا دوسرا رجحان تفسیر کا لغوی اور

ادبی انداز تھا ۔اور اسی سلسلہ کی دو اہم تفاسیر میں سے مجاز القرآن ابو عبیدہ معمر بن المثنی کا اور دوسرے معانی القرآن یحیٰ بن زیاد الفراع کا تھا۔ ان تفاسیر کو تفسیر بالادب اورتفسیر باللغۃ بھی کہا جاتا ہے[9]-تفسیر کا تیسرا رجحان تفسیر بالرا ی ہے- یعنی قرآن پاک کی تفسیر رائے بصیرت اور اجتھاد سے کیا جا تاہے[10]-

تفسیر کی دوسری قسم :تفسیر کی دوسری قسم تفسیر بالرأی ہے ۔جسکا مفہوم یہ ہے کہ لفظ"الرأی" کا اطلاق اجتہاد ، استنباط اور قیاس پر ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے قیاس کے قائلین کو اصحاب الرأی کے نام سے مشہور کئے گئے ہیں۔ اور تفسیر بالرأی سے مراد وہ تفسیر ہے جو اجتہاد ، استنباط اور قیاس کی بنا پر کیا جائے ۔[11]لیکن اجتھاد اور قیاس میں تفسیر کرنا چند شرائط سے مشروط ہیں-تفسیر بالرا ی کی دو قسمیں ہیں -1- تفسیر بالرا ی محمود - 2- تفسیر بالرا ی مذموم[12]

تفسیر بالرا ی المحمود پانچ شرائط کے ساتھ مشروط ہے- 1- تفسیر کلام عرب کے مطابق ہو -2- کتاب اللہ کے موافق ہو - 3- سنت کے موافق ہو- 4- مفسرین کے عمومی شرائط کے مطابق ہو- 5- اجماع مسائل کے خلاف نہ ہو[13]-

مولانا غلام اللہ خان کا حالات زندگی ولادت:مولانا موصوف پنجاب کے ضلع اٹک کے علاقہ" چھچھ " کے گاوں "دریہ" میں 1905ء میں پیداہوئے[14]- خاندان و نسب:-مولانا "اعوان" قوم سے تعلق رکھتے تھے- آ پ کا شجر ہ نسب محمد بن علی ابن ابی طالب سے جا ملتا ہے- آپ کے والد کا نام ملک فیروز خان تھا - ملک فیروز اپنے علاقے کا ایک بڑا زمیندار بھی تھا- آپ کے داد کا نام ملک نواب خان تھا[15]-

نام:-ولادت کے وقت آپ کی دادی نے آپ کا نام " غلام خان " تجویز کیاتھا-جو کہ ایک نیک سیرت اور باخلاق خاتون تھی- پھرمولانا عبدالقادر رائے پوری نے آپ کے نام کے دو لفظو ں یعنی غلام اور خان کے درمیان " اللہ" کا اضافہ کرکے " غلام اللہ خان" کردیا[16]-

لقب:- مولانا کا لقب " شیخ القرآن" تھا- جو آپ کے استاد تفسیر مولانا حسین علی نے آپ کا قران کے ساتھ بے حد محبت کی وجہ سے امتیازی نوعیت کے طور پر عطا فرمایا تھا- مولانا سمیع لحق دامت برکاتہ فرماتے ہیں - "کہ یہ لقب اسلامی تاریخ میں سب سے پہلے آپ ہی کو عطا ہوا تھا" جو کہ ایک منفرد ویگانہ لقب ہے [17]بنیادی تعلیم:-مولانا نے نا ظرہ قرآن اپنے گاؤں کے مسجد امام سے پڑھا[8]-آپ نے پرائمری تعلیم اپنے گاؤں کے ایک سرکاری سکول میں حاصل کیا جبکہ مڈل اور نویں جماعت تک کی تعلیم قریبی گاؤں " بہادرخان" سے حاصل کی[18]- دینی تعلیم:آپ کے والد مولانا کو خاندانی رسم ورواج کے ناطے آ پ کو ملک بنادینا چاہتاتھا-مگر وہ انبیاء علیہم السلام کے وارث بننا چاہتے تھے[19]

جواہر القرآن کا تعارف :-

جواہر القرآن مولانا حسین علی کے درس قرآن کے افادات کا وہ مجموعہ ہے جو مولانا غلام اللہ کان نے اوقات درس قرآن میں ان کے افادات سے محفوظ کیاتھا- اور مولانا کے شاگرد سیداحمد حسین سجاد بخاری نے دس سال میں مولانا کی نگرانی میں اس کو ترتیب دیا ہے- یہ تفسیر 1500 صفحات اور تین درمیانی سائز جلدوں پر مشتمل ہے- جواہر القرآن کا اصل ماخذ مولانا حسین علی کی تفسیر "بلغتہ الحیران " کی تشریح اور نئے انداز میں تدوین ہے[20]- شیخ القرآن کی کوشش تھی کہ مولانا حسین علی کے الفاظ بعینہ جمع کریں اور گرائمر اور قواعد کی پرواہ نہ کریں- تفسیر میں بعض مقامات پر شاہ انورشاہ کشمیری مولانا شبیر احمد عثمانی اور شاہ ولی اللہ کے تفاسیر اور افادات سے بھی استفادہ کیاہے- مثلاََ فظن ان لن نقدر علیہ[21]میں مولانا انورشاہ جبکہ لاتحرک بہ لسانک [22]میں مولانا شبیر احمد عثمانی کی تحقیق کی اتباع کیا ہے[23]

سبب تالیف:-بقول شیخ القرآن کہ" مولانا حسین علی کے تمام ملفوظات اور افادات کو نقل کرنے کا ارادہ تھا - مگر استاد محترم سے ہر آیت کی تشریح منقول نہیں تھی- اسی وجہ سے دوسرے تفاسیر سے بھی استفادہ کیا-

ترتیب و تدوین:-تفسیر جواہر القرآن ایک مقدمہ اور تین جلدوںپر مشتمل ہے-

مقدمہ:-کتاب شیخ القرآن کی پہلی تصنیف ہے- جو1946ء میں تصنیف کرائی تھی-1963ء اس مقدمہ کو " تفسیر جواہرالقرآن " کا حصہ بنا دیا گیا اور مولانا کے بیٹے مولانا اشرف علی نے اپنے والد کے اجازت سے اسکو ایک الگ کتاب کی شکل میں شائع کیا- جسکا نام " البرھان فی اصول تفسیر جواہر القرآن" ہے[24]-

تفسیر جواہر القرآن کے تین جلدوں کامختصر تعارف :-

جلد ۱:- یہ جلد مقدمہ اور سورۃالفاتحہ سے لیکر سورۃ التوبہ تک قرآنی آیات کی تفسیر پر مشتمل ہے **-جلد۲:-**یہ جلدسورۃ یونس سے لیکر سورۃ لقمان تک قرآنی آیات کی تفسیر و تشریح پر مشتمل ہے- **جلد ۳:-**سورۃ الاحزاب سے سورۃ الناس تک قرآنی آیات کی تفسیر پر مشتمل ہے

معاملات کا مفہوم :-

معاملات جمع معاملہ کا ہے- معاملہ باب مفاعلہ سے مصدر کا صیغہ ہے- ثلاثی مجرد میں عمل یعمل سے سمع یسمع باب سے ہے- جبکہ دراصل یہ ثلاثی مزید کے باب مفاعلہ سے ہے- جس کا مفہوم یہ ہے- کہ ایک دوسرے کے ساتھ عمل کرنا اس باب میں فاعل اور مفعول دونوں برابر ہیں[25]-اور معاملات کا مفہوم بھی یہ ہے- کہ ہر ایک انسان دوسرے انسان کے ساتھ جو کردار،کاروبار اور عمل کرتا ہے- اسکو معاملات کہا جاتا ہے- دین اسلام کے 4 اہم ارکان ہیں -1- عقاید 2۔ عبادات 3۔ معاملات 4۔ اخلاقیات[26]

معاملات کی دو قسمیں ہیں

1۔ معاملہ مع الناس باعتبار الحقوق و المعاشرت 2۔ معاملامع الناس باعتبار البیع والشری

قسم اول میں نکاح، طلاق ، خلع وغیرہ جبکہ دوسری قسم میں بیع اور اسکے تمام اقسام آتے ہیں-

اسلوب کا مفہوم:

یہ افکار و خیالات کے اظہار و ابلاغ کا ایسا طریقہ ہے جو دل نشین بھی ہو اور منفرد بھی ہو- اسکو انگریزی میں سٹائل جبکہ اردو میں طرز اور اسلوب کا لفظ استعمال ہوتا ہے- عربی اور جدید فارسی میں"سبک " کا لفظ استعمال ہوتا ہے- اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اسلوب میں ترصیح یا صناعی کا مفہوم شامل ہے- عربی میں سبک یسبک ضرب یضرب سے لغوی معنی دھات کو پگھلانا اور سانچہ میں ڈھالنا ہے چنانچہ عربی میں اس کا مفہوم کلام کا حشو و زوائد سے پاک کرنا کا نام بھی ہے دوسرا لفظ طرز ہےجو فاخرانہ لباس استعمال کا نام ہے- اور یہ عام طور سے فیشن کے معنی پر استعمال ہوتاہے- اب اسلوب، طریقہ ، روش، راستہ کے معنوں میں استعمال ہوتاہے- اسلوب کی جمع اسالیب ہے- یہ اصل میں متعین معنوں میں استعمال ہوتاہے- اس لئے یہ ادب میں کسی مخصوص انداز نگارش کےواسطے بو لا جاتاہے- جسمیں لکھنے والے کی شخصیت کے منفرد خط و خال نظر آئیں-

عربی، فارسی، اردو ، ہندی تمام زبانوں سے یہ ظاہر ہوتاہے- کہ اسلوب کے معنی میں تصنع اور کاوش ہے- ڈاکٹر بوفان کے مطابق اسلوب انسان کے" ذھنی آواز " کا نام ہے- اسلوب میں الفاظ کی ترتیب اور انتخاب کا سلیقہ بنیادی اہمیت رکھتا ہے- اور اسی پر اسلوب کا دارومدار بھی ہے- اپنے خیالات کو ایک منفرد حیثیت سے پیش کرنے کا نام اسلوب ہے[27]-

منہج کا مفہوم:

منہج البحث کسی موضوع کے نتائج تک پہنچنے کیلئے جو منظم طریقہ استعمال ہوتاہے- اسکا نام منہج البحث ہے- اسلامیات کا مضمون تمام علوم و فنون کے ساتھ باہم مربوط ہے- اسمیں تحقیق کرنے کیلئے مناسب منہج اختیار کرنا ضروری ہے-

1۔ مناہج البحث : یہ مرکب اضافی ہے۔ مناہج منہج کی جمع ہے۔ جو کہ مضاف اور بحث مضاف الیہ ہے۔ بحث کا معنی کھودنا اور تلاش کرنے کا ہے۔ڈاکٹر محمد بلتاجی نے بحث کی تعریف ان الفاظ میں کیاہے۔ "ھو بزل الجھد فی تحصیل معرفتہ بموضوع من موضوعات التخصص"

منہج کا مفہوم :- مناہج منہج کی جمع ہے-جسکا لغوی معنی الطریق الواضح آتا ہے- صحیح بخاری میں منہج کا معنی " سنتہ " یعنی طریقہ بیان کیا گیاہے[28]-الغرض تحقیق کے دوران کسی علمی بحث کیلئے جو طریقہ اختیار کیا جاتا ہے- اسکا نام منہج ہے- تحقیق اس طریقہ کو بروئے کارکر لاکر علمی اور تحقیقی ہدف تک اسانی سے پہنچ سکتا ہے- منہج محقق کا وہ طرہ امتیاز ہے- جو رب العزت نے تمام مخلوقات سے منفرد خصوصیات دی ہیں- جسمیں عقل و فکر اور اپنے مافی الضمیر کا زبانی اور تحریری اظہار شامل ہے[29]-

ابتدائ زمانہ سے علوم و فنون کی دو قسمیں تھی- 1۔ نظر یاتی علوم 2۔ تجرباتی علوم
محقق کیلئے یہ مشکل تھا کہ اس دونوں میں سے کونسا منہج اختیار کیا جائے۔ جس سے وہ منزل مقصود تک پہنچ جائے۔

لہذا اولا اقسام مناہج جاننا ضروری ہوتا ہے-جو کہ مندرجہ ذیل ہیں -1- منہج استقرائی -2- منہج استنباطی -3- منہج استدلالی 4۔ منہج توثیقی ۔5۔ منہج وصفی6۔ منہج منصوبی 7۔ منہج وحدتی

1۔ منہج استقرائی: یہ وہ طریقہ تحقیق ہے۔ جسمیں کسی مخصوص علم یا موضوع کے تمام تر جزئیات کا احاطہ کیا جاتا ہے۔ اس منہج میں طرز تحقیق جز سے کل کیطرف ہوتا ہے اور منطق کے اصطلاح میں اسکو دلیل استقرائی کہا جاتا ہے[30]- اسکی دو قسمیں ہیں - 1- استقراءکامل 2۔ استقراء ناقص

استقراء کامل ا ور ناقص : اگر کسی علم کے تمام جزئیا ت پر احاطہ کیا ہو تو کامل ورنہ ناقص ہے- مثلاًًٌَ وجود تعالیٰ کلی اور مطلوب ہے- اور کائنا ت میں موجو د نشانات جو کہ جزئیا ت ہیں پر استدلال کیا جائے-[5]

2۔ منہج استنباطی: اسکا دوسرا نام منہج تحلیل یا جزئیاتی بھی ہے۔ یہ منہج استقرائی کے بالکل عکس ہے۔ اسمیں کلیات و اصول و قواعد کو بنیاد بنا کر جزئیات معلوم کئے جاتے ہیں ۔ مثال: باری تعالیٰ کا فرمان ہے۔" وشاورھم فی الامر"[31]تو الامر سے مراد وہ امور جو منصوص نہ ہو۔ اور یہ دونوں اصطلاحات عام طور سے منطق و حکمت اور فلسفہ میں استعمال ہوئے ہیں[32] -

3۔ منہج توثیقی و تاریخی: توثیقی کا معنی مضبوطی کے ہیں ۔ اسے مراد یہ ہے ۔ کہ اس سے کسی انسان کی قول کی صحت اور عدم صحت یا کسی انسان کے قول کی صدق و کذب معلوم کی جاتی ہے۔ اسلام کیں اس منہج کی بنیادی استعمال علم حدیث اور اسکے رواۃ میں ہے۔

4۔ منہج استدلال : اسکا دوسرا نام منہج مباحثی بھی ہے۔ اور اس استدلال کا مطلب یہ ہے کہ دلیل طلب کرنااور اصطلاح میں ا س قسم کی منہج میں کسی دعویٰ پر دلائل طلب کئے جاتے ہیں ۔ یہ تعلیم کا ایک مئو ثر طریقہ ہے اس سے کسی موضوع پر نحث و مباحثہ سے قو ۃ استدلال پیدا ہوجاتا ہے۔ اور اس سے وسعت مطالعہ اور و سعت نظری آتی ہے۔ مثال: باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین[33]"

اسی طرح رسول اللہ نے بھی اکثر مقامات پر یہی طریقہ اختیار کرتاتھا- ایک مرتبہ پوچھا مفلس کون ہے- صحابہ نے مختلف جوابات دیئے -تو اخری انھوں نے فرمایا کہ مفلس وہ ہے جسکے ساتھ اخرۃ میں کوئی نیکی نہ ہو- اگر ہیو تو دوسروں کو دیا جائے-

5۔ منہج وصفی: اسکا دوسرا نام منہج بیانیہ اور جائز اتی منہج بھی ہے۔ اس منہج میں کسی علمی موضوع کے ظاہری وصف کو منظم انداز میں پیش کی جاتا ہے ۔[34]

اس کی دو ذیلی قسمیں ہیں[11] -1- معیاری منہج 2۔مقداری منہج

1۔معیاری منہج:۔ کسی چیز کے تحقیق میں اسکےمعیار کع مد نظر رکھ کر معلومات جمع کیا جائے ۔ کیونکہ بعج حقائق تظریاتی ہوتی ہے۔ جس کیلئے معیاری منہج اختیار کیا جاتا ہے

2۔مقداری منہج:۔ کسی چیز کے تحقیق میں اسکے مقدار کو مد نظر رکھ کر معلومات جمع کیا جائے۔ کیونکہ بعض اشیاء کا تعلق باقاعدہ اعداد و چمار اور حساب کے اصول و قواعد سے ہوتاہے۔ تو اس قسم کی تحقیق کیلئے منہج مقدار اختیار کیا جائے گا۔

اس وصفی منہج میں یہ بات ضروری ہے - کہ مواد جمع کرنے میں صداقت اور امانت سے کام لینا ہوگا-تو افراط و تفریط سے پاک ہوگا- اسکے بغیر منہج وصفی کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا-

6۔ منہج منصوبی:۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ ایک تحقیقی کام طلبہ کی گروپ کیں تقسیم کیا جائے اور طلبہ مل کر اس کام کو سرانجام دیتے ہیں اور ہر ایک اپنا حصہ مکمل کرتا ہے۔ یہ ایک جدید طریقہ تحقیق ہے۔ جو کہ اکثر ایم فل اور پی ایچ ڈی کے مو ضوعات میں استعما ل ہوتاہے۔

7۔ منہج وحدتی:۔ ایک علم کو دوسرے علوم میں ضم کرکے تحقیق کرنے کا نام منہج وحدتی ہے۔مثلاََ اسلامیات کا مضمون جو کہ زندگی کے ہر شعبے سے مربوط ہے۔ اسکا تعلق قانون ، سیاست ، عمرانیات ، اقتصادیات ، اخلاقیات اور سائنس وغیرہ سے ہے ۔ چنانچہ ان سب علوم کو یا بعض کو اسلامیات کے ساتھ مربوط بنا کر تحقیق کرنے کا نام وحدتی منہج ہے۔ یہ ایک جدید طریقہ تحقیق ہے۔ جو کہ بہت مفید ہے ۔

1.مسئلہ عدت میں دونوں تفاسیر کا تقابلی جائزہ

قرآن پاک میں باری تعالیٰ کا ارشاد ہے -

وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ إِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَلِكَ إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا -[35]

ترجمہ : اور طلاق والی عورتیں تین حیض تک اپنے تئیں روکے رہیں اور اگر وہ خدا اور روز قیامت پر ایمان رکھتی ہیں تو ان کو جائز نہیں کہ خدا نے جو کچھ ان کے شکم میں پیدا کیا ہے اس کو چھپائیں اور ان کے خاوند اگر پھر موافقت چاہیں تو اس (مدت) میں وہ ان کو اپنی زوجیت میں لے لینے کے زیادہ حقدار ہیں

اس آیت کی تفسیر جواہر القرآن میں مولانا غلام اللہ خان نے یوں کیا ہے[36]-

"طلاق کے بعد عدت کے اعتبار سے عورت کی کئی قسمیں ہیں ۔ 1)۔ صغیرہ جو ابھی تک بالغہ نہ ہوئی ہو۔ 2) ۔ جو عمرسے بالغہ ہوئی ہو اور ابھی تک حیض نہ آئی ہو۔ 3) ۔ بڑھاپے کی وجہ سے حیض بند ہو چکی ہو۔ ان کو اگر طلاق دی جائے تو ان کی عدت تین ماہ ہے۔ اس کا بیان سورہ طلاق پارہ نمبر 28میں ہے۔ 4) ۔ حاملہ عورت اگر اسے طلاق مل جائے یا اس کا خاوند مرجائے تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔ اس کا بیان بھی سورۃ طلاق میں ہے۔ 5)۔ وہ عورت جو حاملہ نہ ہو اور اس کا خاوند فوت ہو جائے ۔ اس کی عدت چار ماہ اور دس دن ہے۔ اس کا بیان سورۃ بقرۃرکوع نمبر 30 میں ہے۔ 6) ۔ وہ عورت جو حاملہ ،صغیرہ اور آئسہ نہ ہو، اگر اسےطلاق مل جائے تو اس کی عدت تین حیض ہے اس آیت میں اس کی عدت کا ذکر ہے۔ 7)۔ وہ عورت جسے خلوت صحیحہ سے پہلے ہی طلاق مل چکی ہو تو اس کی کوئی عدت نہیں۔ اس کا حکم سورۃ احزاب ع 6 میں بیان کیاگیا ہے۔ "

اس کے بعد وہ لکھتا ہے کہ قروء سے حیض مراد ہے کیونکہ ثلاثہ لفظ خاص ہے- اس پر عمل کرنا ممکن نہیں جب طلاق طہر میں واقع ہو جائے- حلانکہ اس پر عمل کرنا واجب ہے-

اسالیب میں جائزہ مناہج میں جائزہ

اس آیت کی تفسیر میں مولانا غلام خان نے فقہانہ اسلوب اختیارکرکے تمام قسم کے مطلقات کی عدت بیان کی ہے- اور ساتھ ساتھ سورتوں کے حوالے بھی دئے ہیں -

مناہج میں جائزہ

اس آیت کی تفسیر میں مولانا غلام اللہ خان نے منہج استقرائی اختیار کرکے عدت کے تمام جزئیا ت کا احصاء کیا ہے۔

2. سود اور رہواء میں دونوں تفاسیر کا تقابلی جائزہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ " الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّهِ فَانْتَهَى فَلَهُ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ وَمَنْ عَادَ فَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَاخَالِدُونَ[37]

ترجمہ: جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قبروں سے) اس طرح (حواس باختہ) اٹھیں گے جیسے کسی کو جن نے لپٹ کر دیوانہ بنادیا ہو یہ اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ سود بیچنا بھی (نفع کے لحاظ سے) ویسا ہی ہے جیسے سود (لینا) حالانکہ سودے کو خدا نے حلال کیا ہے اور سود کو حرام تو جس کے پاس خدا کی نصیحت پہنچی اور وہ (سود لینے سے) باز آگیا تو جو پہلے ہوچکا وہ اس کا اور (قیامت میں) اس کا معاملہ خدا کے سپرد اور جو پھر لینے لگے گا تو ایسے لوگ دوزخی ہیں کہ ہمیشہ دوزخ میں جلتے رہیں گے

مولانا غلام اللہ خان نے سود اور ربوا کی تفسیر جواہرالقران میں ایسا کیا ہے[38]-

اس آیت میں باری تعالیٰ نے ان لوگوں کے زجر کابیان فرمایا ہے جواپنے دولت کو قرض حسنہ اور انفاق فی سبیل اللہ کے بجائے سود پر دیتے ہیں- فرماتا ہے کہ ان کا حشر قبروں سے اس حال میں ہوگا کہ وہ مجنونوں کی طرح حواس باختہ اور دیوانہ میدان حشر کی طرف ایسے چلیں گے،جیسا کہ شیطان نے ہاتھ لگا کردیوانہ کر دیا ہو-

اس علامت کی وجہ سے قیامت کے دن رسوا ہو کر ہر ایک ان کو پہچانیں گے۔ علامہ محمود الوسی نے روح المعانی میں لکھا ہے کہ شاہد اللہ نے ان کو یہ علامت سندا اور ذلت کے طور پر دیاہو جیسا کہ بعض نیک لوگوں کا کوئی علامت ہو گی جس سے وہ پہچانیں گے ۔ اب جنون ہونے کے دو سبب ہیں ۔ 1)۔ قریب 2)۔ بعید :سبب قریب سود کھانا ہے اورسبب بعید مس شیطان ہے لیکن جنون کیلئے حشر میں سبب بعید ضروری نہیں ۔ اور سبب قریب ضروری ہے۔لیکن یہاں پر دونوں کو یکساں قرار دیا ہے۔ حلانکہ دونوں کے درمیان آسمان اور زمین جیسا فرق ہے۔ با ری تعالیٰ فرماتا ہے ۔ کہ تجارت جائز اور حلال جبکہ سود ناجائز اور حرام ہے۔ لیکن جب یہ آیت نازل ہوگئی تو کا فر الزاماکہنے لگے کہ بیع ربوا کی طرح ہے جبکہ ربوا حرام ہے تو بیع بھی حرام ہو نا چاہیے ۔ حالانکہ ان کو یہ کہنا چاہیے تھا کہ ربوا بھی بیع کی طرح ہے ۔ جس طرح بیع حلال ہے ربوابھی حلال ہے ۔

اسالیب میں جائزہ

علامہ غلام اللہ خان نے اس آیت کی تشریح و تفسیر میں منطقانہ اور فلسفانہ اسلوب اختیار کیا ہے کیو نکہ انھوں نے خبط کے علت کو دو چیزوں مینمنحصر کیا ہے علت قریب اور علت بعید - کیو نکہ سودکے ساتھ خبط لازم ہے - جبکہ شیطان کی مس سے خبط لازم نہیں-

مناہج میں جائزہ

مولانا غلام اللہ خان نے اس آیت کی تشریح میں منہج وصفی اختیار کرکے لکھا ہے کہ وصف خبط کی دو وجوہات ہیں- 1- سود اور ربوا کھانا -2)- مس شیطان

3. خلع میں دونوں تفاسیر کا تقا بلی جائزہ:

باری تعالیٰ کا فرمان ہے- " الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَخَافَا أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ[39] "

طلاق (صرف) دو بار ہے (یعنی جب دو دفعہ طلاق دے دی جائے تو) پھر (عورتوں کو) یا تو بطریق شائستہ (نکاح میں) رہنے دینا ہے یا بھلائی کے ساتھ چھوڑ دینا اور یہ جائز نہیں کہ جو مہر تم ان کو دے چکو اس میں سے کچھ واپس لے لو ہاں اگر زن و شوہر کو خوف ہو کہ وہ خدا کی حدوں کو قائم نہیں رکھ سیکں گے تو اگر عورت (خاوند کے ہاتھ سے) رہائی پانے کے بدلے میں کچھ دے ڈالے تو دونوں پر کچھ گناہ نہیں

مولان غلام اللہ خان نے خلع کی تفسیر جواہرالقران میں ایسا کیا ہے[40]

"زمانہ جاہلیت کی ایک ایک ظالمانہ رسم یہ تھی کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دیتا تو جو کچھ اسے دیا ہوا ہے وہ بھی اس سے چھین لیتا تو اللہ تعالیٰ نے اس بدسلوکی سے منع فرمایا کہ جو کچھ تم اپنی بیویوں کو دے چکے ہو۔ طلاق کے بعد اس میں سے کچھ بھی مت واپس لو ۔ البتہ ایک صورت میں طلاق کے عوض کچھ مال لینے کی اجازت دیدی اور وہ یہ ہے کہ خاوند بیوی کے تعلقات اس قدر کشیدہ ہوجائیں کہ ان کے درمیان صلح کی کو ئی صورت نہ نکل سے اور عورت کی طرفسے شرعی حدود کے مطابق حقوق زوجیت ادا کرنے کی کوئی توقع باقی نہ رہے اور طلاق ناگزیر ہو جائے تو اس صورت میں جائز ہے کہ عورت کچھ دے کر خاوند سے طلاق حاصل کرلے۔ طلاق کی اس صورت کو شریعت کی اصطلاح میں خلع کہتے ہیں ۔

یہا ں اس بات کی وضاحت فرمادی کہ خلع کی صورت میں عورت کےلئے خاوند کو مال دینا اور خاوند کو اس کا لینا ہر دو جائز ہیں- اور خلع حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک طلاق بائن ہے- حضرت عثمان، علی ، ابن مسعود ،سفیان ثوری ، اوزاعی اور تابعین کی ایک جماعت سے یہی منقول ہے- روی عن عثمان وعلی وابن مسعود وجماعتہ من التابعین ھو طلاق و بہ قال مالک و الثوری والاوزاعی وابوحنیفتہ و اصحابہ والشافعی فی احد قولیہ ، لیکن شوافع کے نزدیک خلع طلاق نہیں بلکہ فسخ ہے- لہٰذا ان کے نزدیک ولا یحل سے فیما افتدت بہ تک جملہ معترضہ ہے بیان خلع کےلئے اور فان طلقھا سے تیسری طلاق مراد ہے- تلک حدود اللہ فلا تعتدوھا یعنی احکام مذکو رہ اللہ تعالیٰ کے اوامر اور نواہی کی حدود ہیں ان سے تجاوزمت کرو- جو لوگ اللہ کی حدود توڑتے وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں - "

اسالیب میں جائزہ

مولانا غلام اللہ خان نے اس مسئلہ میں پہلے مفسرانہ اسلوب اختیار کرکے شانزول بیان کی ہے اور اسکے بعد فقیھانہ اسلوب اختیار کرکے خلع میں ائمہ کے درمیان فقہی اختلاف بیان کیا - لیکن کسی مسلک کو ترجیح نہیں دی -

مناہج میں جائزہ

مولانا غلام اللہ خان نے اس مسئلہ میں منہج تو ثیقی اور تاریخی انداز اختیار کر کے سادو الفاظ میں مسئلہ کی وضاحت اور ہر مسلک کو خوب واضح کیا ہے -

4۔مشرکین کے ساتھ نکاح میں دونوں تفاسیر کا تقابلی جائزہ:

قرآن پاک میں باری تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّى يُؤْمِنَّ وَلَأَمَةٌ مُؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّى يُؤْمِنُوا وَلَعَبْدٌ مُؤْمِنٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ أُولَئِكَ يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهِ وَيُبَيِّنُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ[41]

ترجمہ ؛ اور (مومنو!) مشرک عورتوں سے جب تک ایمان نہ لائیں نکاح نہ کرنا کیونکہ مشرک عورت خواہ تم کو کیسی ہی بھلی لگے اس سے مومن لونڈی بہتر ہے اور (اسی طرح) مشرک مرد جب تک ایمان نہ لائیں مومن عورتوں کو ان کی زوجیت میں نہ دینا کیونکہ مشرک (مرد) سے خواہ تم کو کیسا بھلا لگے مومن غلام بہتر ہے یہ (مشرک لوگوں کو) دوزخ کی طرف بلاتے ہیں اور خدا اپنی مہربانی سے بہشت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے اور اپنے حکم لوگوں سے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ نصیحت حاصل کریں-

اس آیت کی تشریح میں مولانا غلام اللہ خان لکھتا ہے

اس آیت میں ایک طرف دنیاوی مال و دولت ،آزادی اور حسن و جمال کا ذکرہے جبکہ دوسری طرف ایمان اور اعمال صالحہ کی ضیاع اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا ذکرہے۔ تو باری تعالیٰ نے مومن کا نکاح مشرک عورت سے اور مومنہ عورت کا نکاح مشرک مرد سے کرنا حرام کردیا اور ولو اعجبتکم کا جملہ فرما کر اشارہ کیا کہ ایمان کے مقابلہ میں دنیا کی مال و متاع اور حسن و جمال ہےحقیقت ہے اس لئے لونڈی اگر چہ غریب ہو اورحسن وجمال اس میں نہ ہو لیکن ایمان سے مزین ہو ،وہ نکاح کےاعتبار سے مشرکہ سے افضل ہے اگرچہ مشرکہ حسن و جمال و مال و متاع

کے مالک کیوں نہ ہو- اسی طرح مومنہ عورت کا نکاح مشرک مالدار سے مت کر و،بلکہ اسکے مقابلہ میں غلام سے کرو- اسکے بعد باری تعالیٰ حرمت کی علت بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ مشرک لوگ سے میل میلاپ کرنا کفر و فسق کا سبب ہو تا ہے اور کفر دوزخ کی طرف بلاتا ہے جبکہ باری تعالیٰ انسان کو مغفرت اور جنت کی طرف بلاتا ہے لہذا مسلمان کو چاہئے کہ وہ اللہ کے احکام پر عمل کرکے اس جیسے نکاح کو ٹھکرا دے- اور اللہ کے قانون کی پاسداری کریں [42]

اسالیب میں جائزہ

اس آیت کی تفسیر میں مولانا غلام اللہ خان نے فقہانہ اسلوب اختیار کرکے مسئلہ بالا کی تشریح و توضیح فقہی انداز میں بیان کیا جبکہ علت بھی بیان فرمائی ۔

مناہج میں جائزہ

مولانا غلام اللہ خان نےاس آیت کی تفسیر وتشریح میں عام فہم اور آسان منہج اختیار کرکے اس مسئلہ کی خوب وضاحت کی- اور ساتھ ساتھ حرمت کی علت بھی بیان فرمائی اور استدلال قرآن سے لیا -

خلاصۃ البحث

شیخ القرآن علامہ غلام اللہ خان مفسرین و محدثین ا ور صوفیاء کے امام ہیں۔ان کی مشہور تصانیف میں سے ایک اہم تصنیف "تفسیر جواہر القرآن" ہے جو کہ سلف صا لحین کی طرز پر ایک بہترین تفسیر جانا پہچانا جاتا ہے۔یہ تفسیر جامعیت اور مانعیت کے لحاظ سے سابقہ تفسیروں کاخلاصہ سمجھا جاتا ہے۔یہ تفسیر تفسیر کے دونوں اقسام یعنی بالماثور اور بالرائ کے دونوں اقسام پر مشتمل ہے۔ اور حضرت نے تقریبا سلف صالحین کےآراء کو یکجا کیا ہے۔اورماہرین علماء کلام کے کلامی اقوال اور مسالک کا خصوصی طور پر رقم طراز ہے۔اور جگہ جگہ فقہی معاملات سے متعلق مسائل بھی بیان کئے ہیں اور معاملات کے اسلوب اور مناہج کو بہترین انداز میں بیان کی ہیں ۔ جن پر یہ تحقیقی ریسرچ مشتمل ہے ۔

حوالہ جات

[1] حریری ،غلام، احمد ۔تاریخ تفسیر و مفسرون ، ملک سنز پبلیشرز کارخانوں بازار فیصل آباد، ص۔41

[2] بھٹی ،محمد، امین ۔ اظہراللغات ، اظہر پبلیشرز ، اردو بازار لاہور ، ص۔503

[3] سورۃ الفرقان ، آیت نمبر 33

[4] عثمانی ،محمد تقی، علوم القرآن ، مکتب دارالعلوم کراچی ، ایڈیش 2003 ، ص 323

[5] السيوطي، عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين : الاتقان فی علوم القران ، جلد دوم ص 169

[6] صابونی ،محمد علی ، التبیان ، مکتبہ رحمانیہ اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہو ر ، ص 66

[7] تاریخ تفسیر و مفسرون ص 18

[8] محاضرات قرآنی ص 235

[9] ایضا ص238

[10] ایضا ص240

[11] ایضا ص280

[12] التبیان ص157

[13] محاضرات قرآنی ص243

[14] راہی،اختر ، تذکرہ علمائے پنجاب، ص 412، مکتبہ رحمانی اردو بازار لاہور، 1981

[15] الیاس، محمد ،میاں ،"حیات شیخ القرآن " ، ناشر، مولانا محمد حسین علی اکادمی ، راولپنڈی ،مطبع الاشاعت اکیڈمی و پرنٹنگ ایجنسی محلہ جھنگی پشاور۔ ص26

[16] عبدالمعبود ،محمد ، " سوانح حیات مولانا غلام اللہ خان صاحب " ۔ کتب خانہ رشیدیہ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی .ص3

[17] ماہنامہ "الحق" ماہ رجب 1400، دارالعلوم حقانیہ ، اکوڑہ خٹک

[18] حیات شیخ القرآن ، ص 26

[19] حیات شیخ القرآن ، ص 26

[20] حیات شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان ، ص 243

[21] سورۃ الجن آیت نمبر 32

[22] سورۃ القیامۃ،آیت نمبر16 .

[23] حیات شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان ، ص243

[24] حیات شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان ، ص 246

[25] عبد اللہ ۔میزان الصرف،کلام کمپنی ،ناشران،تاجرانکتب مقابل مسافر خانہ کراچی،ص19

[26] تھانوی ، علی ، اشرف ، مولانا ۔ا داب المعاشرت،مکتبہ علمیہ لاہور، ص51

[27] فاروقی ، احمد ، نصار ، پروفیسر ۔ اردو محفل فورم ۔ 8 دسمبر 2012

[28] البخاری ، محمد ۔ صحیح الخاری ، مکتبہ حقانیہ پشاور ، ج 2، ص 25

[29] اصفہانی، راغب،امام۔ المفردات فی غریب القرآن ، دارالعلم ، بیروت ، ایڈیشن 1991

[30] تہا نوی ، علی ،محمد ، کشاف فی اصطلاحات الفنون والعلوم ، مکتبہ لبنان بیروت1992

[31] سورۃ العمران،آیت نمبر159

[32] ملاجیون، احمد۔نور الانوار۔میر محمد کتب خانہ، مرکز علم و ادب،آرام باغ کراچی ص228۔

[33] سورۃ البقرہ ،آیت 22

[34] پالن پوری،احمد،سعید۔رحمۃ اللہ الواسعۃ شرح حجۃ اللہ البالغۃ،ج2،ص493

[35] سورۃ البقرہ آیت 228

[36] خان ،اللہ،غلام ، مولانا ۔ جواہر القرآن ، کتب خانہ رشیدیہ راولپنڈی ، ج 1، ص 109

[37] سورۃ البقرہ آیت 229

[38]جواہر القرآن ، ج 1 ، ص 109۔110

[39]سورۃ البقرہ آیت 275

[40]جواہر القرآن ، ج 1 ، ص 133

[41] سورۃ البقرۃ: 221

[42]جواہر القرآن ج1 ص107